جناب طالب ہاشمی صاحب

عہدِ رسالت کی چار مومنات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس

فاطمہ نام۔ نسب نامہ اس طرح ہے۔

فاطمہ رضؓ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر۔

والدہ کا نام امیمہ بنت ربیعہ تھا جو بنی کنانہ سے تھیں۔ ابو عمرو حفص رضؓ بن مغیرہ سے نکاح ہوا۔

دعوتِ حق کی ابتدا ہی میں شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو گئیں اور ہجرت کے دورِ اول میں دوسری خواتین کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

سنہ ۱۰ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ایک لشکر لے کر عازمِ یمن ہوئے اس لشکر میں حضرت فاطمہ رضؓ کے شوہر ابو عمرو حفص رضؓ بھی شامل تھے۔ روانگی سے پہلے انھوں نے حضرت فاطمہ رضؓ کو طلاق دے دی[1] وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا کہ تم عدت کا زمانہ اُمِ شریک رضؓ کے ہاں گزارو،

---

[1] اس واقعہ نے تاریخ میں بڑی شہرت پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو عمرو حفص رضؓ روانگی سے کچھ عرصہ پہلے حضرت فاطمہ رضؓ کو دو طلاقیں دے چکے تھے۔ آخری طلاق حضرت عیاش رضؓ بن ربیعہ کے ذریعے روانگی کے وقت دی اور بطور نفقہ ۵ صاع جَو اور ۵ صاع خرمے بھیجے۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے عیاش رضؓ سے کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا تو انھوں نے کہا ابو عمرو حفص نے صرف یہ جَو اور خرمے دئیے ہیں ان کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں، جو کچھ دیا گیا ہے یہ بھی محض احسان و ہمدردی ہے۔ حضرت فاطمہ رضؓ کو اس پر غصہ آ گیا وہ اپنے کپڑے وغیرہ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ بیان کیا۔

(حاشیہ باقی صفحہ پر)

لیکن حضرت اُمِ شریک رضؓ کے گھران کے اعزہ و اقارب کے علاوہ دوسرے مہمان بھی بکثرت آتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے اپنے حکم میں ترمیم فرما کر حضرت فاطمہ رضؓ کو مشورہ دیا کہ تم عدت کا زمانہ اپنے ابنِ عم ابنِ ام مکتوم رضؓ کے ہاں گزارو۔ انھوں نے تعمیلِ ارشاد کی۔ جب عدت کا زمانہ پورا ہو گیا تو حضرت معاویہؓ بن ابو سفیانؓ، حضرت ابو جہم رضؓ اور حضرت اسامہؓ بن زیدؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت فاطمہ رضؓ کا خیال تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود انہیں شرفِ ازدواج بخشیں گے لیکن مصلحتِ خداوندی اس میں نہ تھی چنانچہ جب حضرت فاطمہ رضؓ نے اپنے نکاحِ ثانی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "معاویہؓ مفلس ہے، ابو جہم رضؓ سخت مزاج ہے۔ تم اسامہ بن زید رضؓ سے نکاح کر لو۔"

حضرت فاطمہ رضؓ کچھ متامل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمہیں کیوں عذر ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔"

اس پر حضرت فاطمہ رضؓ نے حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت اسامہ بن زید رضؓ سے نکاح کر لیا۔ وہ بڑے جلیل القدر صحابی رضؓ تھے اور حضور ﷺ انہیں اس قدر عزیز رکھتے تھے کہ وہ حِبُّ النبی (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب) کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت فاطمہ رضؓ سے روایت ہے کہ اُسامہ رضؓ بن زید رضؓ سے نکاح کے بعد میں لوگوں کے نزدیک قابلِ رشک بن گئی۔

۲۳ھ میں حضرت عمر فاروق رضؓ نے شہادت پائی تو مجلسِ شوریٰ کے اجتماع حضرت فاطمہ رضؓ بنتِ قیس کے مکان ہی میں منعقد ہوتے تھے چونکہ وہ نہایت زیرک، معاملہ فہم اور صائب الرائے خاتون تھیں اس لیے مجلسِ شوریٰ کے اراکین ان سے مشورہ لینا بھی مناسب سمجھتے تھے۔

۵۴ھ ہجری میں حضرت اسامہ بن زید رضؓ نے وفات پائی تو حضرت فاطمہ رضؓ کو سخت صدمہ پہنچا اس کے بعد انھوں نے تا زندگی دوسرا نکاح نہیں کیا اور اپنے بھائی ضحاک بن قیس کے پاس رہنے لگیں۔ یزید بن معاویہؓ نے جب انھیں عراق کا گورنر مقرر کیا تو ان کے پاس کوفہ چلی آئیں اور وہیں مستقل سکونت اختیار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم کو ابو عمرو نے کے مرتبہ طلاق دی۔ عرض کیا تین بار۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اب تمہارا نان نفقہ ابو عمرو پر واجب نہیں ہے۔"

جمہور فقہاء کا فیصلہ ہے کہ عدت کے زمانے میں عورت کا نان نفقہ طلاق دینے والے مرد کے ذمہ ہے۔ چنانچہ اس روایت کی تشریح و تعبیر کے سلسلے میں کتبِ فقہ میں طویل مباحث ملتے ہیں۔

کر لی۔

صحیح مسلم میں حضرت فاطمہ رضؓ سے متعلق ایک خاص واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ کہ مروان بن الحکم کے عہدِ حکومت میں حضرت سعید بن زید رضؓ کی صاحبزادی کو ان کے شوہر عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے طلاق دے دی۔ حضرت فاطمہ رشتہ میں ان کی خالہ ہوتی تھیں اس لیے انھوں نے بمقتضائے ہمدردی ان کو کہلا بھیجا کہ تم میرے گھر آجاؤ۔ مروان کو علم ہوا تو اس نے قبیصہ کو ان کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ آپ ایک مطلقہ خاتون کو اس کا زمانۂ عدت پورا ہونے سے پہلے گھر سے کیوں نکالتی ہیں؟

حضرت فاطمہ رضؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے اپنے ایامِ عدت اپنے ابنِ عم ؓ ابن ام مکتوم رضؓ کے پاس گزارنے کی اجازت دی تھی اس لیے میں نے بھی اپنی بھانجی کو عدت پوری ہونے سے پہلے اپنے پاس بلا بھیجا ہے۔

مروان نے ان کی بات کو کوئی وقعت نہ دی اور مطلقہ خاتون کو اپنے گھر میں ہی عدت گزارنے کا حکم دیا۔

علامہ سید سلیمان ندوی ؒ نے "سیرۃ عائشہ رضؓ" میں اس واقعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ "اسلام میں حکم ہے کہ مطلقہ عورتیں عدت کے دن اپنے شوہر کے ہی گھر میں گزاریں اور اس حکم کے خلاف صرف ایک فاطمہ رضؓ بنتِ قیس کی شہادت ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو طلاق دے دی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا کر رہیں۔ فاطمہ رضؓ اس واقعہ کو بیان کر کے اجازتِ انتقالِ مکان پر استدلال کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضؓ کے عہد میں اسی واقعہ کی سند سے ایک معزز باپ نے اپنی مطلقہ بیٹی کو شوہر کے یہاں سے بلوا لیا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے اس عام حکمِ اسلامی کی مخالفت پر سخت اعتراض کیا۔ مروان اس زمانے میں مدینہ کا گورنر تھا، اس کو کہلا بھیجا کہ تم سرکاری حیثیت سے اس معاملہ میں دخل دو اور نفس مسئلہ کی نسبت فرمایا کہ اس واقعہ سے عام استدلال جائز نہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ فاطمہ رضؓ کے شوہر کا گھر شہر کے کنارہ پر تھا اور رات کو جانوروں کا خوف رہتا تھا، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی تھی۔ (بحوالہ صحیح بخاری باب قصہ فاطمہ رضؓ بنتِ قیس)

اہلِ سیر نے حضرت فاطمہ رضؓ کے سالِ وفات کی صراحت نہیں کی البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی خلافت مکہ کے زمانے تک زندہ تھیں۔

اربابِ سیر نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضؓ صورت اور سیرت ہر لحاظ سے ہمہ صفت موصوف

تھیں اور نہایت دانا، ذی علم اور باکمال خاتون تھیں۔ مہمانوں کی تواضع کرنے میں ان کو دلی راحت ہوتی تھی۔ ایک دفعہ ان کے شاگرد شعبیؒ حاضرِ خدمت ہوئے تو انھوں نے چھوہاروں اور ستوؤں سے ان کی تواضع کی۔

حضرت فاطمہ رضؓ بنت قیس سے چونتیس احادیث مروی ہیں ان کے راویانِ حدیث میں حضرت قاسم بن محمد رحؒ، ابو سلمہؒ، سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر رضؓ، سلیمان بن یسار رحؒ اور شعبیؒ جیسے اکابر تابعین شامل ہیں۔

صحیح مسلم اور ابوداؤد کی ایک حدیث جو علماء میں "حدیثِ جساسہ" کے نام سے شہرت رکھتی ہے، حضرت فاطمہ رضؓ بنتِ قیس ہی سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ "میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضورؐ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسبِ عادت مسکرا کر فرمایا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا، جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں، ارشاد ہوا کہ میں نے کسی ترغیب و ترہیب کے لیے تمہیں جمع نہیں کیا بلکہ ایک واقعہ سنانے کے لیے جمع کیا ہے جو تمیم داریؓ نے بیان کیا ہے، وہ پہلے عیسائی تھے اللہ نے انہیں اسلام سے سرفراز کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے جہاز میں سوار ہو کر سمندر کا سفر اختیار کیا، میرے ساتھ قبیلہ جذام اور لخم کے تیس ۳۰ آدمی بھی تھے۔ اثنائے سفر میں طوفان آ گیا اور جہاز ایک ماہ تک سمندری لہروں سے اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا آخر ایک جزیرے کے ساحل کے ساتھ جا لگا ہم جزیرے میں اُترے تو ایک عجیب ہیئت کی ایک عورت ملی جس کے بہت لمبے لمبے بال تھے۔ ہم نے اس سے پوچھا، تو کون ہے، اس نے کہا، میں جساسہ یعنی مخبرہ ہوں جو دجّال کو خبریں پہنچاتی ہوں، تم لوگ سامنے والے دیر میں جاؤ، وہاں دجّال کو دیکھو گے ہم اس دیر میں پہنچے تو وہاں ایک غیر معمولی قد و قامت کا آدمی دیکھا۔ جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے اس کرہ پیکر آدمی سے پوچھا۔ اس نے کہا "پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچے؟

ہم:۔ ہم عرب کے رہنے والے ہیں، ہمارا جہاز سمندری طوفان میں پھنس گیا اور سمندری لہروں نے اسے اس جزیرہ کے قریب لا پھینکا، ایک عجیب الہیئت جساسہ نے ہمیں تیری طرف بھیج دیا۔

وہ:۔ اچھا تو یہ بتاؤ کہ نخلستانِ بیسان میں پھل آتا ہے یا نہیں۔

ھ م :۔ بیسان کے نخلستان میں برابر پھل آرہا ہے۔

و ہ :۔ یاد رکھو وہ وقت بھی آنے والا ہے جب بیسان میں کھجور کے درخت پھل نہیں دیں گے۔ اچھا یہ بتاؤ بحیرہ طبریہ میں ابھی پانی موجود ہے یا خشک ہو چکا۔

ھ م :۔ اس میں تو پانی بافراط موجود ہے۔

و ہ :۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ اس کا پانی خشک ہو جائے گا یہ بتاؤ کہ کیا چشمۂ زغر میں پانی آرہا ہے اور لوگ اس سے اپنے کھیت سینچ رہے ہیں۔

ھ م :۔ ہاں چشمۂ زغر میں پانی آرہا ہے اور لوگ اس سے اپنے کھیت سیراب کر رہے ہیں۔

و ہ :۔ اچھا یہ بتاؤ کہ امیوں کے نبی نے ظاہر ہو کر کیا کیا ہے۔

ھ م :۔ وہ اپنی قوم پر غالب آئے اور لوگوں نے ان کی اطاعت کر لی ہے۔

و ہ :۔ ہاں ان کے لیے اطاعت ہی بہتر تھی۔ اب میری نسبت بھی سن لو کہ میں مسیح (دجال) ہوں مجھے عنقریب یہاں سے نکلنے کی اجازت ملے گی۔ میں روئے زمین میں گھوم جاؤں گا اور دنیا کا کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں میں چالیس دن کی مدت میں نہ پہنچ جاؤں البتہ مکہ اور طیبہ دو شہروں میں مجھے داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جب میں ان شہروں میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو ایک شمشیر بدست فرشتہ مجھے اس سے روک دے گا۔

"یہ واقعہ بیان فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصائے مبارک تین بار منبر پر مارا اور فرمایا یہی طیبہ ہے۔ یہی طیبہ ہے، یہی طیبہ ہے (یعنی مدینہ منورہ)"

حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہ

قریش کے خاندان بنو تیم سے تھیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی ہمشیر تھیں سلسلۂ نسب یہ ہے۔

اُمّ فروہ بنت ابو قحافہ عثمانؓ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوّیؓ۔

اہلِ سیر نے ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھا لیکن ان کے شرفِ ایمان وصحابیت پر سب اہلِ سیر کا اتفاق ہے۔ ان کی شادی حضرت اشعث رضؓ بن قیس سے ہوئی تھی۔ حافظ ابن حجر رح نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ اشعث رضؓ بن قیس یمن کے علاقہ کندہ کے حکمران تھے۔ وہ ۱۰ھ ہجری میں ایک وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا لیکن بدقسمتی سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ فتنۂ ارتدہ میں مبتلا ہو گئے آخر انہیں گرفتار کر کے خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ انھوں نے سچے دل سے توبہ کی۔

صدیق اکبر رضؓ نے انھیں نہ صرف معاف کر دیا بلکہ اپنی ہمشیرہ اُمِّ فردہ رضؓ کا نکاح بھی ان سے کر دیا۔ نکاح کے بعد اشعث رضؓ بازار گئے۔ وہاں اونٹوں کی منڈی لگ رہی تھی۔ انھوں نے تلوار سونت لی اور جو اونٹ سامنے آتا گیا اس کی کونچیں کاٹ کر زمین پر گراتے گئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی انھوں نے کہا کہ میں اپنے وطن میں ہوتا تو اور ہی سروسامان ہوتا یہ کہہ کر اونٹوں کی قیمت ادا کر دی اور اہلِ مدینہ سے کہا۔ یہ آپ لوگوں کی دعوت ہے۔ روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

جب حضرت اشعث رضؓ نے بیسیوں اونٹ مار گرائے تو منڈی میں غل پڑ گیا کہ اشعث رضؓ کافر ہو گیا ہے۔ اشعث رضؓ نے یہ سُنا تو تلوار ایک طرف پھینک دی اور کہا:-

انی واللہ ماکفرت ولکن زوجنی ھذا الرجل اختہ ولو کنا فی بلادنا کانت ولیمۃ غیر ھذا یا اھل المدینۃ کلوا! ویا اصحاب الابل تعالوا! خذوا ثمنھا!

"خدا کی قسم میں کافر نہیں ہوا بلکہ ان صاحب (ابوبکر صدیق رضؓ) نے اپنی ہمشیرہ کا عقد مجھ سے کر دیا۔ اگر آج میں وطن میں ہوتا تو اس سے بہتر ولیمہ کرتا۔ مدینہ والو اس گوشت کو اُٹھا لے جاؤ۔ اور کھاؤ۔ اور اونٹوں کے مالکو آؤ اور اپنے اونٹوں کی قیمت مجھ سے لے لو"

امام احمد بن حنبل رح، ترمذی رح، اور ابوداؤد رح نے حضرت اُمِّ فردہ رضؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا، نماز کو اوّل وقت ادا کرنا۔

حضرت اُمِّ فردہ رضؓ کا سالِ وفات اور مزید حالاتِ زندگی دستیاب نہیں ہوئے۔ ورنہ وہ بھی قارئین کرام کی نظر کیے جاتے۔

ایک خوش بخت صحابیہؓ

مدینہ منورہ کے مضافات (عوالی) میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحابیہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئیں یہاں تک کہ ان کی زندگی کی طرف سے مایوسی ہو گئی لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آج کسی وقت فوت ہو جائیں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع دی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے جنازہ کی نماز میں خود پڑھاؤں اور اس کے بعد اس کی تدفین کی جائے۔ اتفاق سے ان صحابیہ نے رات گئے انتقال کیا لوگ ان کا جنازہ تیار کر کے لائے تو حضورؐ آرام فرما چکے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان صحابیہ کو رات ہی کو دفن کر دیا۔ صبح کو حضورؐ نے لوگوں سے ان کا حال پوچھا تو انھوں نے واقعہ عرض کیا۔ حضورؐ یہ سن کر کھڑے ہو گئے، صحابہ کو ساتھ لے کر صحابیہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں دوبارہ نمازِ جنازہ ادا کی۔

حضرت تماضرؓ بنت الاصبغؓ

قبیلۂ کلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی کی بیٹی تھیں جو دین مسیحی کے پیروکار تھے شعبان ۶ھ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دومۃ الجندل کی مہم پر مامور فرمایا اور جب وہ چلنے لگے تو ان کو ہدایت فرمائی کہ دومۃ الجندل پہنچ کر قبیلہ کلب کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کریں تو ان کے سردار کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ رئیس قبیلہ اصبغؓ اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے حسب ارشاد اصبغؓ کی بیٹی تماضرؓ سے نکاح کر لیا اور ان کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ آئے۔ تماضرؓ ان کے عقدِ نکاح میں آخر وقت تک رہیں لیکن ایک روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے مرض الموت میں ان کو اپنے حبالۂ عقد سے آزاد کر دیا اور ان کی وفات کے بعد انھوں نے حضرت زبیرؓ سے شادی کر لی لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد ان سے بھی جدائی ہو گئی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ (خلیفۂ سوئم) نے ان کو حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ترکہ سے حصہ دیا تھا۔

ان کے بطن سے حضرت عبد الرحمنؓ کے فرزند ابو سلمہؓ پیدا ہوئے۔ ارباب سیر نے ان کے سالِ وفات کی تصریح نہیں کی البتہ مختلف روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضؓ کے عہدِ حکومت تک زندہ رہیں۔

بعض اہلِ سیر نے حضرت تماضرؓ کو تابعیات میں شمار کیا ہے لیکن یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ایک مسلم خاتون جنہوں نے عہدِ رسالت کے کئی سال مدینہ منورہ میں گزارے ہوں۔ اور پھر ایک جلیل القدر صاحبِ رسول کی اہلیہ بھی ہوں وہ شرفِ صحابیتؓ سے محروم رہیں۔

ضروری اطلاع

● بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطورِ اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کریں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آیندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ——— اور (خدانخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔

یاد رکھئے! وی۔پی۔پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے، اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بد دیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!

(منیجر)